

استاذ محترم قاری مفتاح اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ

مولانا نور الرحمن

استاذ جامعہ

چند قابل تقلید اوصاف

استاذ محترم قاری مفتاح اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ موفق من اللہ تھے، حضرت استاذ محترم سے میرے تعلق کو ایک عرصہ دراز گزرا ہے، حضر اور سفر میں رفاقت رہی۔ جہاں تک میرا گمان ہے، جن اعمالِ صالحہ کی وجہ سے کوئی شخص ولایت کو پہنچتا ہے اور نیک و صالح آدمی کے جو اوصاف قرآن کریم یا احادیثِ مقدسہ میں ہیں، حضرت استاذ محترم ان صفات کے جامع تھے۔

ذوقِ عبادت

اسلام میں پہلی چیز نماز ہے، حضرت استاذ جی کی نماز حالتِ حضر و سفر میں قضا ہوتے ہوئے کبھی نہیں دیکھی، اور نہ جماعت کا نامہ میرے علم میں ہے، اور تہجد کے اہتمام کا تو میں چشم دید گواہ ہوں، مردان، بوئیر، سوات، پشاور وغیرہ کے بعض اسفار میں مجھے ساتھ رہنے کی سعادت حاصل ہوئی، سردیوں کے موسم میں رات کو تین بجے اُٹھتے، اور کھڑے ہو کر تہجد پڑھتے، اور ایک مرتبہ ان کے گاؤں کے گھر میں جانا ہوا تو دیکھا کہ رات تہجد میں قاری صاحب ستون کی طرح کھڑے ہیں، اور کمال یہ تھا کہ اس قدر انخفا سے کام لیتے تھے کہ نہ لائٹ کھولتے اور نہ طہارت وغیرہ حاصل کرنے کے لیے آنے جانے میں زور سے قدم رکھتے، نہ کھانتے، نہ زور سے تلاوت کرتے، اور تہجد کی نامعلوم کتنی رکعت مکمل کرنے کے بعد کبیل اوڑھ کر ذکر کرتے، اور جب معلوم ہو جاتا کہ ساتھی اُٹھ گئے ہیں، تو پھر فرماتے کہ: لائٹ کھول دو، اور مجھے قرآن کریم دو، پھر دیکھ کر تلاوت فرماتے، اور فرماتے کہ دیکھ کر پڑھنے میں پارہ جلدی مکمل ہو جاتا ہے، اور دس منٹ میں پارہ مکمل کرتے۔

شوقِ تلاوتِ قرآن کریم

کئی سال سے روزانہ بلا ناغہ مکمل ایک قرآن کریم پڑھنے کا معمول رہا، مجھے تو صرف امتحان کے دنوں میں پتہ چلتا، کیوں کہ صبح میں آٹھ بجے آتا تو استاذ محترم سات یا ساڑھے سات بجے امتحان ہال میں پہنچ چکے ہوتے تھے، اور جب میں آ کر دیکھتا تو سورہ آل عمران کبھی تیسرا پارہ اور کبھی چوتھا پارہ پڑھ رہے ہوتے تھے، اور صبح ۱۰ بجے اور کبھی ۱۱ بجے تک ۱۵ پارے اور کبھی ۱۸ پارے پڑھ چکے ہوتے تھے، اور اگلے دن پھر یہی ترتیب ہوتی، اور مجھے فرماتے کہ الحمد للہ میں روزانہ ایک قرآن کریم کی تکمیل کرتا ہوں، لیکن کسی کو بھی بتانا نہیں، میں کہتا کہ استاذ محترم اس بات کو ہضم کرنا تو بہت مشکل ہے۔

ایک مرتبہ زامبیا کا سفر ساتھ ہوا، استاذ جی کو مستقل بخارتھا، لیکن معمولات میں فرق آنے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوا، وہاں گھومنے پھرنے اور تفریح کی جگہ تھی اور مقامی لوگوں کی خواہش ہوتی کہ قاری صاحب ساتھ جائیں، لیکن فرماتے: میری طبیعت صحیح نہیں ہے، میری طرف سے اجازت ہے، آپ لوگ چلے جائیں۔ ایک مرتبہ ایک مقامی مولانا صاحب نے ایک پارک میں کھانے کی دعوت رکھی، اور بہت ہی پر تکلف کھانے کا انتظام کیا، اور وہاں پارک میں نظارہ کرنے کی مختلف چیزیں تھیں، انہوں نے قاری صاحب سے کہا کہ ذرا چکر لگا کر دیکھیں، فرمایا: مجھے کمرے میں لے جاؤ، مجھے آرام کرنا ہے، آپ لوگ جائیں، ہم گئے، واپس آ کر دیکھا تو بجائے آرام کرنے کے قرآن کریم کی تلاوت کر رہے تھے، اور پھر ایک نوجوان قاری صاحب نے تلاوت کی، تو قاری صاحب زار و قطار رونے لگے، پھر قاری صاحب سے درخواست کی گئی تو قاری صاحب نے بھی سورہ نور کے رکوع ”اَللّٰهُ نُورُ السَّمٰوٰتِ“ کی چند آیات نہایت دل سوز لہجے میں تلاوت فرمائیں۔

اگر میں کبھی کہتا کہ فضلاء کرام کا تقاضا ہے کہ آپ آجائیں، ہم بھی آپ کی رفاقت میں تفریح کر لیں گے تو فرماتے: میں گھر پر اچھا ہوں، سفر پر جانے سے معمولات میں کمی آتی ہے، جس کا مجھے دکھ ہوتا ہے۔ چنانچہ تین سال پہلے ہم لوگ حضرت قاری صاحب کے ساتھ تکمیل قرآن کے سلسلہ میں نواب شاہ گئے، وہاں مولانا عرفان صاحب شہیدؒ جو مولانا عطاء الرحمن صاحب شہیدؒ (سابق ناظم تعلیمات جامعہ علوم اسلامیہ بنوری ناؤن) کے ساتھ جہاز حادثہ میں شہید ہوئے تھے، ان کے ایک بچے کا ختم تھا، اگلے دن قاری صاحب نے مجھے کہا کہ کل گزشتہ میں نے تلاوت نہیں کی تھی، یہ سوچ کر کہ فرشتوں کو اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ: میرا یہ بندہ اپنے مقام میں حالتِ حضر میں جو نیک اعمال کرتا تھا وہ سفر میں جانے کی وجہ سے نہیں کر پاتا تو ان کے لیے اس کا اجر و ثواب لکھتے رہتو تو میں نے سوچا کہ جب مفت میں اجر مل رہا ہے تو اپنے آپ کو کیوں تھکاؤں؟ جب شام کو گھر آیا

تو انسان اس دن متنبہ ہوگا مگر تنبیہ (سے) اسے (فائدہ) کہاں (مل سکے گا)؟ (قرآن کریم)

تو دل میں بار بار یہ خیال آتا رہا کہ آج تلاوت کیوں نہیں کی؟ اور اتنی شدت سے دل میں یہ بات آرہی تھی کہ میں کروٹیں لیتا رہا، لیکن نیند نہیں آرہی تھی، تو دو بجے میں اُٹھا، اور تہجد کے بعد قرآن کریم شروع کیا، اور دن کو ۱۰ منٹ پر ایک قرآن اور سورہ بقرہ کی تلاوت الحمد للہ پوری کی، اور دعا کی۔

روزانہ ایک قرآن کریم مکمل پڑھنے کے ساتھ ساتھ ایک ہزار مرتبہ بسم اللہ الرحمن الرحیم پڑھنے کا اور دیگر چند آیات کا مخصوص تعداد میں پڑھنے کا معمول الگ تھا، اور مغرب کے بعد اوایین کے بھی بہت زیادہ پابند تھے، فرماتے کہ: ابھی زیادہ تو اختیار میں نہیں ہے، چلتے پھرتے قرآن کریم پڑھنے کی عادت ہوگئی ہے، فرماتے کہ: صبح گھر سے جامعہ آتا ہوں تو راستے میں آدھا پارہ پڑھ لیتا ہوں، واپسی میں آدھا پونا پارہ پڑھ لیتا ہوں، پھر ظہر کی نماز کی اذان سے پہلے جامعہ میں وضو کر کے صف اول میں بیٹھ کر تقریباً ڈھائی پارہ پڑھ لیتا ہوں، اور ظہر کے بعد (جس زمانے میں بعد ظہر پہلا گھنٹہ ہوتا تھا) گھنٹے میں جانے سے پہلے ایک پارہ پڑھ لیتا ہوں، اور ایک پارہ زمانہ دراز تک فجر کے بعد کسی طالب علم کو سنانے کا معمول رہا، چاہے بارش ہو، گرمی ہو، سردی ہو، عید کا دن ہو یا جمعہ کا، اس میں ناغہ نہیں کرتے تھے۔

جذبہ ایثار و انفاق

قاری صاحب اس قدر علیل اور بیمار تھے کہ ہائی شوگر کی وجہ سے فرماتے کہ: رات کو ٹانگوں میں سخت درد ہوتا ہے، کبھی پیروں کو سمیٹتا ہوں، کبھی پھیلاتا ہوں۔ ہائی بلڈ پریشر کے بھی مریض تھے، اور فرماتے تھے کہ: بلڈ پریشر ہائی ہونے کی وجہ سے ایسے افراد کو غصہ کر لیتا ہوں جس کا افسوس پھر زندگی بھر رہتا ہے اور اس کے لیے دعا بھی کرتا ہوں، اور متعلقین سے بھی دعا کی درخواست کرتا ہوں اور ان کو کہتا ہوں کہ مجھے معذور سمجھیں اور معاف کریں۔ عجیب بات تھی کہ قاری صاحب کا غصہ چند منٹ سے زیادہ نہیں دیکھا گیا، پہلے ڈانٹ پلاتے، اور ایک منٹ کے بعد فرماتے: بیٹھ جاؤ۔ اگر کھانے کا وقت ہوتا تو فرماتے کہ: کھانا کھا لو، اگر ناشتے کا وقت ہوتا تو فرماتے: ساتھیوں کو بٹھاؤ اور ناشتہ کر لو۔ جمعہ کے دن تقریباً مہینے میں ایک بار صبح کا ناشتہ قاری صاحب کے ساتھ ہوتا۔ جب سے میں نے حضرت مولانا اشرف علی تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کا ملفوظ پڑھا تھا کہ خدمت کا مقصد راحت پہنچانا ہے نہ کہ بڑوں کو زحمت اور تکلیف دینا، تو اس کے بعد سے صبح کا ناشتہ میں خرید کر لے جاتا، اور ان کے ساتھ مل کر کرتا، اور احتیاطاً ان کے خادین طلبہ اور گھروالوں کی رعایت کر کے اس لحاظ سے لے کر جاتا اور کہتا کہ: یہ حصہ گھروالوں کا ہے اور یہ اپنے کھانے کے لیے ہے، لیکن حضرت قاری صاحب سختی سے منع فرماتے کہ: گھر بھیجنے کی ابھی کوئی ضرورت نہیں ہے، سارے ساتھی پہلے کھالیں، پھر جو بچ جائے گا فیصلہ کریں گے، ابھی رکھو۔ میں چوں کہ چائے نہیں پیتا، بلکہ گرم دودھ میں پتی اور گڑ ملا کر پیتا ہوں، تو مستقل صرف میرے لیے آصف اسکوار سے

(انسان) کہے گا: کاش! میں نے اپنی زندگی (جاودانی کے لیے) کچھ آگے بھیجا ہوتا۔ (قرآن کریم)

گڑمگنوا کر رکھتے تھے، اور کلو آدھا کلو دودھ گرم کر کے صرف میرے سامنے رکھواتے کہ یہ آپ کا حصہ ہے۔ اور ضرورت مند لوگ کثرت سے قاری صاحب کے پاس آتے تھے اور قاری صاحب ان کو پیسے بھی دیتے تھے۔ انتقال سے ایک دو دن پہلے جامعہ کے ایک فاضل خدمت کے لیے ساتھ تھے، وہ کہتے ہیں کہ اپنی جیب سے پیسے نکالے اور فرمایا: ان کو گن لو، کتنے ہیں؟ ایک لاکھ سے زیادہ تھے، فرمایا: دیکھو! مجھے اللہ تعالیٰ دے رہے ہیں، میں نے کسی سے بھیک تو نہیں مانگی، آپ روزانہ ایک ہزار مرتبہ یا وہاب پڑھا کریں، آپ کو بھی اللہ تعالیٰ دیں گے اور پھر کچھ پیسے مجھے دیے تو میں نے کہا کہ: اللہ تعالیٰ آپ کو دیتے ہیں، لیکن آپ جمع رکھنے بھی تو نہیں ہیں، ایک طرف سے آئے اور دوسری طرف خرچ کیے۔

عاجزی و تواضع اور اخفا پسندی

اگر جامعہ کا کوئی فاضل مہمان ملاقات کے لیے آتا تو جماعت کی نماز ان سے پڑھواتے اور پھر ان کی حوصلہ افزائی فرماتے کہ الحمد للہ بہت اچھی قراءت کی، اچھی نماز پڑھائی، اللہم زد فزد! مجھے فرمایا کہ میں شہرت سے بہت ڈرتا ہوں اور مستقل دعا کرتا ہوں کہ: یا اللہ! مجھے شہرت سے بچانا اور فرماتے کہ: مولوی نصیر الدین صاحب کا بھی خلیفہ ہوں، لیکن میں نہ خود بزرگوں کے پاس زیادہ جاتا ہوں، نہ اپنے ہاں بلاتا ہوں، اس لیے کہ آج کل کے بعض بزرگ اپنی شہرت کے لیے خلافتیں بانٹتے ہیں، اگر کسی مشہور ادارہ کا کوئی استاذ ان کی مجلس میں چلا جائے تو ان کو خلافت دے دیتے ہیں یا ان کا نام لیتے ہیں کہ میرے پاس تو فلاں تمہارے استاذ بھی استفادہ کے لیے آتے ہیں اور فلاں ادارہ کے فلاں میرے خلیفہ ہیں۔ اگر کسی ادارے والے آکر کہتے کہ ہمارے ہاں ختم بخاری کی تقریب ہے، آپ تشریف لائیں گے؟ تو فرماتے کہ: اگر میں کراچی میں ہوا تو آؤں گا، اگر وہ کہتا کہ اگر آپ ابھی سے بتادیں گے تو ہم اشتہار میں آپ کا نام دے دیں گے، بس! پھر تو صاف انکار کرتے کہ اشتہار بازی کی کیا ضرورت ہے؟ اگر اشتہار میں میرا نام دیتے ہو تو میں ابھی سے منع کرتا ہوں کہ نہیں آؤں گا۔ اور فرماتے کہ: میں اہل اللہ کی بدعا سے بہت ڈرتا ہوں، یہ لوگ جب ناراض ہو جاتے ہیں تو ان کی بدعا آدمی کو تباہ کر دیتی ہے، تو میں دعا کرتا ہوں کہ یا اللہ! اپنے نیک بندوں کی بدعا سے بچانا۔

”جو بزرگوں کی ابتدا دیکھے کامیاب اور جو بزرگوں کی انتہا دیکھے ناکام۔“ یہ جملہ مولانا محمد زکریا صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی آپ بیتی میں فرمایا ہے۔ حضرت قاری صاحب نے اپنی ابتدا کے بارے میں فرمایا کہ: ہم لوگ کیمٹری میں رہتے تھے اور میں لی مارکیٹ میں ایک مدرسہ میں حفظ کرتا تھا، پیسے نہیں ہوتے تھے اور تقریباً ڈھائی سال میں صبح پیدل آتا اور شام کو پیدل جاتا۔ اس طرح غربت کے ساتھ میں نے حفظ کیا ہے۔

خودداری

قاری صاحب کے گاؤں میں جو گھر ہے وہاں پانی کا انتظام نہیں تھا، مجھ سے ایک دن فرمایا کہ: میرے بھائی جو وہاں رہتے ہیں، ان کو اور پڑوس والوں کو بڑی تکلیف ہے، تو میں نے کہا کہ: آپ نے کسی کو کہا نہیں؟ تو فرمایا: میں از خود کسی سے نہیں کہتا اور کوئی اللہ تعالیٰ کا نیک بندہ ایسا آیا نہیں جس نے خود درخواست کی ہو، استاذ محترم کے بعض تلامذہ کو صورت حال کا علم ہوا تو انہوں نے وہاں بورنگ کا کام کرایا۔ انتقال سے ایک دن پہلے ہسپتال میں اس کا تذکرہ کیا کہ بعض دوستوں کی توجہ سے گاؤں میں پانی کا انتظام ہو گیا، اور الحمد للہ سارے پڑوس والے پانی بھر کر لے جاتے ہیں، حالانکہ اگر حضرت قاری صاحب از خود اپنے بعض تلامذہ کو اشارہ کر دیتے تو یہ حضرات پہلے ہی بندوبست فرما دیتے۔

اسباق کی پابندی

موجودہ نوجوان مدرسین کے لیے سبق آموز بات ہے، پچھلے سال حضرت قاری صاحب کے بڑے بھائی جو مؤذن صاحب سے مشہور ہیں، ان کو فاج لہوا، وہ سول ہسپتال کی ایمرجنسی میں تھے، ان کی غیر موجودگی میں ان کی اہلیہ کا انتقال ہوا، ادھر گھر میں بھابھی کی میت اور ادھر ہسپتال میں بھائی کی بیماری! اور قاری صاحب نے اس دن بھی پانچ منٹ کا ناغہ نہیں کیا، غالباً فجر کے بعد انتقال ہوا اور سات بجے سبق پڑھانے کے لیے آئے، اور طلبہ کو محسوس بھی نہیں ہونے دیا کہ میری بھابھی کا انتقال ہوا اور میرا بھائی ہسپتال میں ہے۔ جب مجھے پتہ چلا کہ قاری صاحب آج کے غم اور میت ہو جانے کے باوجود آئے ہیں تو میں نے قاری صاحب سے کہا: حضرت! آپ لوگوں نے ہمارے لیے معاملہ بہت مشکل بنا دیا۔ فرمایا کہ: کیا کریں؟ بغیر پڑھانے کے چین نہیں آتا، وہاں گلشن عمر سہراب گوٹھ میں بیٹھ کر کیا کرتا، وہاں بیٹھنے سے تو میت واپس نہیں آسکتی۔ پھر فرمایا: جو بھائی بیمار ہیں ان کو اطلاع کروں یا نہیں؟ ایسا نہ ہو کہ وہ برداشت نہ کر سکے، بالآخر مشورہ سے یہ سٹے ہوا کہ بلا لیا جائے، چنانچہ وہ نماز جنازہ میں شرکت کے لیے ایسبولینس میں لائے گئے۔

تدریسی کمال

حضرت مولانا عبدالرؤف ہالجوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ: ہماری جامعہ میں میری معلومات کے مطابق دو آدمی ایسے ہیں کہ جن کے بارے میں کہا جاسکتا ہے کہ صحیح معنوں میں مدرس ہیں، اس لیے کہ یہ دونوں حضرات کتاب دانی بھی جانتے ہیں اور فن دانی بھی، ایک مولانا محمد انور بدخشانی صاحب اور دوسرے قاری مفتاح اللہ صاحب، اور واقعی ان کی کتاب دانی وغیرہ کے جہاں اور اسباب ہیں وہاں ان دونوں کا

اے اطمینان پانے والی روح! اپنے پروردگار کی طرف لوٹ چل، تو اس سے راضی وہ تجھ سے راضی۔ (قرآن کریم)

غضب کا حافظہ بھی تھا، اور قاری صاحب کا حافظہ تو اب تک ویسا ہی رہا، جیسے ۲۰ سال پہلے دیکھا گیا، شاید یہ قرآن عظیم کی کثرت تلاوت کی برکت تھی۔ اور حضرت مولانا محمد انور بدخشانی صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ: میرے مطالعہ کی کتابیں تین جگہ پر ہیں:

①- میری گاڑی میں، جب بھی کہیں جاتا ہوں تو راستے میں کتاب پڑھتا ہوں۔

②- میری تپائی پر، جہاں میں مطالعہ کرتا ہوں۔

③- نکیہ کے پاس، جہاں سوتا ہوں تو جب تک جاگ رہا ہوتا ہوں تو کتاب دیکھتا ہوں۔

سبحانی مسجد ٹیبل پاڑہ میں جب استاذ محترم امام و خطیب تھے تو ڈاکٹر امجد علی صاحب جو لیاقت نیشنل ہسپتال میں دل کے امراض کے تجربہ کار ڈاکٹر اور مدرسہ ابن عباس (گلستان جوہر) کے بانی تھے، وہ استاذ محترم سے ”حجة الله البالغة“ پڑھنے کے لیے مغرب کے بعد تشریف لاتے اور عشاء تک پڑھتے، اکثر لائٹ چلی جاتی تو جلدی سے اپنی گاڑی میں بٹھا کروا جاتے جہاں بجلی ہوتی تھی، ایسا نہیں تھا کہ بجلی گئی تو چھٹی کر لی۔

آخری لمحات

حضرت استاذ محترم قاری صاحب رحمۃ اللہ علیہ تقریباً ۵۰ سال امامت و خطابت فرماتے رہے، اور فجر کی نماز کے بعد پابندی سے درس قرآن کریم دیتے رہے، اور جب موت آئی تو طبیعت آخر تک بحال تھی، تہجد کی نماز اور فجر کی نماز بھی پڑھی، اور پھر کچھ دیر سو گئے، پھر اٹھے معمولی ناشتہ کر کے وضو تازہ کرنے کے لیے تشریف لے گئے، اور آکر بستر کے قریب پہنچ کر مولانا انور صاحب (استاذ مدرسہ تعلیم الاسلام گلشن عمر) جو ان کے ساتھ تھے، ان کو فرمایا کہ مجھے پکڑ لیں، میں گر رہا ہوں، انہوں نے بستر پر بٹھایا، لیٹ گئے، اور اپنی تلاوت شروع کی، اور ”فارق الدنيا ولسانہ رطبا من ذکر الله“ کی حالت میں رب سے جا ملے۔

إنا لله وإنا إليه راجعون ، إن الله ما أخذ وله ما أعطى وكل شيء باجل مسمى ، اللهم اغفر له وارحمه وأكرم نزله ووسع مدخله واغسله بالماء والثلج والبرد ونقه من الذنوب كما ينق الثوب الأبيض من الدنس ، اللهم اجعل قبره روضة من رياض الجنة .

